ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:9اپریل1954

نتھولال

بنام

درگاپرساد

[مہرچند مہاجن چیف جسٹس،ویوین بوس اور غلام حسن جسٹس صاحبان]

-ہندو قانون-عورت-اس کے حق میں بیگانگی-آیا کوئی قانونی مفروضہ ہے کہ اسے جائیداد میں مطلق یا قابل منتقلی مفاد حاصل نہیں ہوتا-آیا مرد اور عورت کا معاملہ مختلف ہے۔

یہ بھی طے کیا جاسکتا ہے کہ قانون کی اس تجویز کے لیے کوئی شک نہیں ہے کہ جب کسی ہندو خاتون کو غیر منقولہ جائیداد کی گرانٹ دی جاتی ہے تو اسے اس طرح کی جائیداد میں مطلق یا غیر منقولہ مفاد نہیں ملتا جب تک کہ اس طرح کا اختیار واضح طور پر اس کو نہ دیا جائے۔

قانون یہ ہے کہ ایک طرح سے یا دوسرے طریقے سے کوئی مفروضہ نہیں ہے اور مرد اور عورت کے معاملے میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ حقیقت کہ عطیہ کنندہ عورت ہے، تحفے کو کم مطلق نہیں بناتی جہاں الفاظ مرد کو مطلق جائیداد پہنچانے کے لیے کافی ہوں گے۔

محمد شمسول بنام شیو کرم (2 آئی اے 7)، نا گمل بنام سبّا لکشمی[64 I.M.L.J (1947)] اور رام گوپال بنام نندلال (اے آئی آر 1951 ایس سی 139) کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 59، سال 1953۔

سموت 2005 کے کیس نمبر 24 میں جے پور میں راجستھان عدالت عالیہ کے 5 اپریل 1950 کے فیصلے اور حکم سے اپیل (سموت 2004 کے دیوانی دوسری اپیل نمبر 187 میں سابق جے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

پور ریاست کی عدالت عالیہ کی 3 مارچ 1949 کی ڈگری میں ترمیم کرنے کا جائزہ، سموت 2004 کے دیوانی نمبر 66 میں سول جج، جے پور سٹی کی 23 اگست 1947 کی ڈگری سے پیدا ہونے والی سموت 2004 کی دیوانی اپیل نمبر 40 میں ضلع جج، جے پور سٹی عدالت کی 15 اپریل 1948 کی ڈگری کے خلاف)۔

اپیل گزار کی طرف سے ڈاکٹر بکشی ٹیک چند، (راجندر نارائن، ان کے ساتھ)۔

ڈی ایم بھنڈاری، (کے این اگروالا اور آر این سچتے، ان کے ساتھ) مدعاعلیہ کے لیے۔

9.1954اپریل۔

عدالت کا فیصلہ چیف جسٹس مہر چند مہاجن نے سنایا۔

یہ راجستھان کی نظام عدلیہ لی عدالتِ عالیہ کے 5 اپریل 1950 کے فیصلے اور ڈگری کی اپیل ہے، جس میں جائیداد کے قبضے کے مقدمے سے متعلق دوسری اپیل میں نظر ثانی کی درخواست پر سابق ریاست جے پور کی عدالت عالیہ کی ڈگری میں ترمیم کی گئی ہے، جس کی تاریخ 3 مارچ 1949 ہے۔

متنازعہ جائیداد اصل میں ایک رام چندر کی تھی جو 1903 میں بیٹے کے بغیر مر گیا۔ ان کے پسماندگان میں ان کی والدہ شیو کوری، ان کی بیوہ مسماۃ بدنی اور ان کی دو بیٹیاں بھوری اور لکشمی تھیں۔ یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اس نے ایک زبانی وصیت کی جس کے تحت اس نے اپنی بیٹی لکشمی کو متنازعہ جائیداد وراثت میں دی۔ 6 ستمبر 1906 کو، مسماۃ شیو کوری اور مسماۃ بدنی نے، زبانی وصیت کی ہدایات کے مطابق کام کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے، مسماۃ لکشمی کے حق میں تنازعہ میں جائیداد کے ھبہ نامہ کو انجام دیا اور رجسٹر کیا۔ ھبہ نامہ میں درج ذیل تفصیل شامل ہیں:-

"یہ گھر آپ کے والد رام چندر کی وصیت کے مطابق آپ کو تحفے میں دیے گئے ہیں اس طرح، ہمارے یہ گھر آپ کے والد رام چندر نے خریدے تھے، اور انہوں نے اپنے آخری دنوں میں آپ کو ان گھروں کا تحفہ دے کر، ہمیں وصیت کی کہ انہوں نے اپنی بیٹی لکشمی کو اس گھر کا تحفہ دیا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے، اور ہمیں اس کے نام پر ھبہ نامہ رجسٹر کرنے کی ہدایت کی۔ اس نے مزید کہا کہ اگر ہم یا ہمارے رشتے دار، ناتے دار، قرض دہندگان اس کے ساتھ کوئی تنازعہ اٹھاتے ہیں تو وہ اسے 'دمنگیر ھونگا' اپنے کپڑوں سے پکڑ لے گا۔ اس کی مذکورہ وصیت کے مطابق، ہم نے یہ تحفہ دستاویز آپ کے حق میں انجام دیا ہے، جب کہ اپنے بہترین معنوں میں اور دھرم کو حاصل اپنے مقدس فرض کی انجام دہی کے لیے۔........................... آپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا اس گھر پر کوئی دعوی نہیں ہے۔ آپ اپنے گھر کے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق معاملہ کرتے ہیں۔ اگر کوئی اپنے یا اپنے آباؤ اجداد کی طرف سے تحفے میں دی گئی زمین واپس لے لے تو وہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہے گا۔"

ایسا لگتا ہے کہ تحریر میں مناسب زبان میں دونوں بیواؤں کی ہدایات کا اظہار نہیں کیا: اور قانونی صورتحال کے بارے میں اس کے خیالات کسی حد تک الجھے ہوئے تھے لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ دونوں تعمیل دہندگان خود کو کوئی ایسا حق نہیں دے رہے تھے جو ان کے پاس لکشمی کی جائیداد میں تھا بلکہ وہ محض تعمیل دہندگان کی حیثیت سے زبانی وصیت کو اثر انداز کر رہے تھے اور اس طرح سے وارث کو وراثت والی جائیداد کے قبضے میں ڈال رہے تھے۔ یہ کہ بیواؤں کا خود کوئی حق نہیں تھا، اس حقیقت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسماۃ شیوکوری نے بھی ھبہ نامہ کو انجام دینے میں حصہ لیا۔ مانا جاتا ہے کہ رام چندر کی جائیداد اس پر منتقل نہیں ہو سکتی تھی۔

دوسری بیٹی بھوری کا انتقال سال 1907 میں ہوا، جبکہ بیوہ مسماۃ بدنی کا انتقال سال 1927 میں ہوا۔ مسماۃ لکشمی سال 1928 میں اپنی موت تک اس جائیداد کی ملکیت میں رہیں۔ اس کی موت کے بعد، اس کے شوہر بالا بکس نے 5 جولائی 1930 کو، اس کے وارث ہونے کا دعوی کرتے ہوئے، مدعا علیہان نتھو لال کو متنازعہ مکان گروی رکھا اور بعد میں 5 اکتوبر 1933 کو، اس نے اسے اسے بیچ دیا اور اسے قبضے میں لے لیا اور تب سے وہ اس کے قبضے میں ہے۔

4 اکتوبر 1945 کو، یعنی مدعا علیہ کے گھر کے قبضے میں داخل ہونے کی تاریخ سے 12 سال کی مدت ختم ہونے سے ایک دن پہلے، مدعی، مسمتی بھوری کے بیٹے، مسمتی لکشمی کی بہن، جو اپنی جائداد کا وارث ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، نے گھر کے قبضے کے لئے صیغہ مفلسی میں یہ مقدمہ دائر کیا۔ اس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نے الزام لگایا کہ 24 اگست 1933 تک اپنے کرایہ دار کے بذریعے اس گھر پر اس کا قبضہ تھا، کہ کرایہ دار کی طرف سے اسے خالی کرنے کے بعد اس نے اسے بند کر دیا اور اپنے آبائی گاؤں ہرمارہ چلا گیا؛ اور 27 ستمبر 1944 کو اسے معلوم ہوا کہ اپیل کنندہ نے اس کی غیر موجودگی میں اس گھر پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کی طرف سے یہ دعوی کیا گیا کہ بالا بکس کو گھر کو گروی رکھنے یا فروخت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور یہ کہ لکشمی جائیداد کی مطلق مالک نہیں تھی بلکہ اس میں صرف ایک محدود جائیداد تھی، اور اس کی موت پر وہ اس پر قبضہ کرنے کا حقدار تھا۔

28 اگست 1947 کو، سول جج نے مقدمہ خارج کر دیا، جس نے فیصلہ دیا کہ مسماۃ لکشمی جائیداد کی مطلق مالک بن گئی، اور اس لیے مدعی کے پاس اس کی موت کے بعد اس پر قبضہ کرنے کا دعوی کرنے کا کوئی حق نہیں تھا، بالا بکس اس کا سخت وارث تھا۔ تاہم فاضل جج نے فیصلہ دیا کہ مقدمہ حد کے اندر تھا اپیل پر، اس فیصلے کی ضلعی جج نے توثیق کی۔ انہوں نے اس رائے کا اظہار کیا کہ ھبہ نامہ پر عمل درآمد کرنے میں بیوہ صرف رام چندر کی طرف سے ان کی موت کے وقت کی گئی زبانی وصیت کے نفاذ کے طور پر کام کر رہی اور یہ کہ لکشمی کو اس وصیت کے تحت جائداد متدعوٰیہ میں ایک مطلق جائداد مل گئی۔ مدعا علیہ کی طرف سے اٹھائی گئی حد بندی کی درخواست کو اس نتیجے پر مسترد کر دیا گیا کہ مدعی مقدمے کے بارہ سال کے اندر اس کے قبضے میں تھا۔

مدعی نے جے پور کی عدالت عالیہ میں دوسری اپیل کو ترجیح دی اور اس بار کامیابی کے ساتھ۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ لکشمی کی موت کے بعد مدعی اس وقت تک گھر کے قبضے میں رہا جب تک کہ اسے مدعا علیہ نے 5 اکتوبر 1933 کو بے دخل نہیں کر دیا، اور یہ کہ اس کی زندگی کے دوران بھی اس کے قبضے میں تھا۔ مقدمے کے مرکزی سوال پر عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ اگرچہ رام چندر نے ایک زبانی وصیت کے تحت لکشمی کو مکان وراثت میں دیا تھا، لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اس نے جائیداد میں مکمل دلچسپی ظاہر کی ہے اور یہ کہ کسی ایسے ثبوت کی عدم موجودگی میں کہ موہوب الیہ نے اسے مکمل دلچسپی ظاہر کرنے کا ارادہ کیا ہے، ایک خاتون کے حق میں تحفہ صرف اسے محدود زندگی کی جائیداد دے سکتا ہے اور اس کی موت پر موہوب الیہ کے وارثوں کو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

واپس کر دیا جاتا ہے اور مدعی اس طرح کا وارث ہونے کی وجہ سے کامیاب ہونے کا حقدار ہے۔ نتیجے میں اپیل کی اجازت دی گئی اور مدعی کے مقدمے کو پورے اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا گیا۔

مدعا علیہ نے اس فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست کی۔ دریں اثنا جے پور عدالت عالیہ ناکارہ ہو چکی تھی اور اس جائزے کی سماعت راجستھان عدالت عالیہ نے عدالت عالیہ آرڈیننس کے تحت جے پور عدالت عالیہ کے جانشین کے طور پر کی تھی اور اسے 5 اپریل 1950 کو جزوی طور پر اجازت دی گئی تھی، اور اس کے مطابق ڈگری میں ترمیم کی گئی تھی اور اس میں یہ التزام کیا گیا تھا کہ مدعی گھر پر قبضہ کرنے کا حقدار نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ مدعا علیہ کو بہتری اور مرمت کے اخراجات کے طور پر 4,000 روپے کی ادائیگی کی جائے۔ یہ اس فیصلے اور آئین ہند کے نافذ ہونے کے بعد منظور کردہ ڈگری کے خلاف ہے کہ موجودہ اپیل کو آئین کے آرٹیکل 133 (1)(c) کے تحت راجستھان عدالت عالیہ کی اجازت سے اس عدالت میں پیش کیا گیا ہے۔

مدعا علیہ کے فاضل وکیل نے اپیل کی برقرار رکھنے کے بارے میں ابتدائی اعتراض اٹھایا۔ انہوں نے دعوی کیا کہ جے پور ریاست کے مجموع ضابطہ دیوانی کے مطابق جے پور عدالت عالیہ کا فیصلہ حتمی ہو گیا تھا کیونکہ اس کی طرف سے کوئی اپیل نہیں کی گئی تھی اور اس لیے یہ اپیل نااہل تھی۔ یہ دلیل دی گئی کہ 1945 میں طے شدہ مقدمے کی کارروائی 1949 میں عدالت عالیہ کے فیصلے سے ختم ہوئی تھی، اور نظر ثانی کا فیصلہ جس نے بہتری کے حوالے سے ڈگری میں ترمیم کی تھی، اپیل گزار کو 1949 میں جے پور عدالت عالیہ کے فیصلے کو دوبارہ کھولنے کا حق نہیں دے سکتا تھا۔

ہماری رائے میں یہ اعتراض معقول نہیں ہے۔ مقدمے میں واحد فعال ڈگری جو بالآخر اور حتمی طور پر فریقین کے حقوق کا تعین کرتی ہے وہ 5 اپریل 1950 کو راجستھان عدالت عالیہ کی طرف سے منظور کی گئی ڈگری ہے اور یہ کہ آئین ہند کے نافذ ہونے کے بعد منظور ہونے کے بعد، آرٹیکل 133 کی توضیعات اس کی طرف راغب ہوتی ہیں اور یہ اس عدالت میں اپیل کے قابل ہے بشرطیکہ اس آرٹیکل کے تقاضے پورے ہوں۔ جے پور ریاست کا مجموع ضابطہ دیوانی اس عدالت دائرہ اختیار کا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document

تعین نہیں کر سکا اور اپیل کی برقرار رکھنے کے لیے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آرٹیکل 133 کے تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد، یہ اپیل واضح طور پر مجاز ہے۔

اس کے بعد فاضل وکیل نے دلیل دی کہ عدالت عالیہ نے اس معاملے میں سرٹیفکیٹ دینے میں غلطی کی ہے۔ ہم متفق نہیں ہوسکتے۔ جائیداد کی قیمت کی تحقیقات کی گئی اور بتایا گیا کہ اس کی قیمت 20,000 روپے تھی یا اس فیصلے سے 20,000 روپے سے زیادہ کی جائیداد متاثر ہوئی اس معاملے میں قانون کا ایک اہم سوال شامل تھا، یعنی، کیا کسی ہندو کی طرف سے خاتون وارث کے حق میں وصیت نے اسے صرف ایک محدود جائیداد عطا کی تھی، اس ثبوت کی عدم موجودگی میں کہ وہ اسے جائیداد میں مکمل دلچسپی دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔ ان حالات میں عدالت عالیہ نے سرٹیفکیٹ دینے میں مکمل طور پر جواز پیش کیا۔ اگر اس معاملے میں ایسا سرٹیفکیٹ نہ دیا جاتا تو ہم خود آئین کے آرٹیکل 136(1) کے ذریعے دیے گئے اپنے غیر معمولی اختیارات کے تحت اس اپیل کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوتے۔ اوپر دی گئی وجوہات کی بنا پر ہمیں ان دونوں ابتدائی اعتراضات میں سے کسی میں بھی کوئی طاقت نظر نہیں آتی جسے ہم مسترد کرتے ہیں۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ڈاکٹر بکشی ٹیک چند نے دعوی کیا کہ نچلی عدالتیں یہ فیصلہ دینے میں غلطی کر رہی ہیں کہ مدعی کا مقدمہ حد کے اندر تھا۔ انہوں نے استدعا کی کہ مقدمے کو حد کے اندر لانے کے لیے مدعی نے شکایت کے پیراگراف 5 میں الزام لگایا کہ لکشمی کی موت کے بعد اس نے مکان میں کرایہ دار رکھے، کرایہ وصول کیا اور اس کو خرچ کیا اور یہ کہ آخری کرایہ دار 24 اگست 1933 کو خالی ہوا، اور اس کے بعد وہ گھر کو بند کرنے کے بعد اپنے آبائی مقام پر چلا گیا، لیکن یہ الزام ٹھیک نہیں تھا، اور چونکہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اس نے گھر کو بند کر دیا ہے، اس لیے یہ ماننا چاہیے کہ مدعی کا قبضہ 24 اگست 1933 سے ختم ہو گیا، اور اس وجہ سے اس کا مقدمہ اس تاریخ سے بارہ سال سے زیادہ وقت کے اندر نہیں تھا۔

نچلی عدالتوں نے پایا ہے کہ مدعی لکشمی کی زندگی کے دوران بھی اس گھر کے قبضے میں تھا اور اس کے بعد بھی اس کے قبضے میں رہا۔ یہاں تک کہ اگر کرایہ دار نے 24 اگست 1933 کو مکان خالی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کر دیا، اور مدعی نے اسے بند نہیں کیا، تب بھی اس کا قبضہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ اسے کسی نے بے دخل نہیں کر دیا۔ قانون ملکیت کے تسلسل کے حق میں ہے۔ نچلی تینوں عدالتوں نے متفقہ طور پر فیصلہ دیا ہے کہ شواہد پر یہ ثابت ہوا ہے کہ لکشمی کی موت کے بعد مدعی گھر پر قابض رہا اور مقدمہ حد کے اندر تھا۔ چوتھی عدالت میں اس نتیجے پر نظر ثانی کرنے کے لیے کوئی جائز بنیاد نہیں ہے اور اس لیے اس دلیل کو مسترد کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر بکشی ٹیک چند نے اس کے بعد دلیل دی کہ لکشمی نے اپنے والد کی مرضی کے تحت جائداد متدعوٰیہ میں ایک مکمل حق حاصل کیا اور یہ کہ عدالت عالیہ یہ فیصلہ دینے میں غلطی کر رہی تھی کہ جب تک کہ اس بات کی نشاندہی کرنے والے واضح الفاظ موجود نہ ہوں کہ موہوب الیہ جس کی تحفے میں دی گئی جائیداد میں مکمل دلچسپی تھی اس کا ارادہ اسے مکمل دلچسپی پہنچانے کا تھا، ایک ایسے وارث کے حق میں تحفہ جو عام طور پر محدود مفاد کا وارث ہو گا اسے مطلق مفاد دینے کے طور پر نہیں سمجھا جا سکتا۔ دوسری طرف مدعا علیہ کے فاضل وکیل نے دو تنازعات اٹھائے۔ انہوں نے پہلی بار زور دے کر کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ رام چندر کا ارادہ لکشمی کے حق میں جائداد متدعوٰیہ کا تحفہ دینا تھا لیکن وہ ایک اندراج شدہ دستاویز پر عمل درآمد کر کے تحفے کو مکمل کرنے میں ناکام رہے، ان کی بستر مرگ پر ہونے کی وجہ سے اور اس صورت حال میں جائیداد وراثت کے ذریعے ان کی بیوہ کو منتقل ہو گئی اور یہ صرف بیوہ کے تحفے کے تحت لکشمی کے پاس آئی اور اس کے تحت وہ خود بیوہ کے پاس موجود مفاد سے بڑا مفاد حاصل نہیں کر سکی، یعنی ایک محدود حیات جائداد ، جو اس کی موت پر ختم ہو گئی۔ متبادل طور پر، یہ کہا گیا کہ زبانی وصیت کی شرائط کے بارے میں کوئی ثبوت نہیں تھا اور ایسا ہونے کی وجہ سے، تحفہ ایک خاتون وارث کے حق میں ہونے کی وجہ سے، اس کے برعکس ثبوت کی عدم موجودگی میں یہ مفروضہ تھا کہ موہوب الیہ کو وراثت میں جائیداد میں صرف ایک محدود مفادِ زندگی ملا۔

ہمارے فیصلے میں، ڈاکٹر ٹیک چند کے دلیل میں طاقت ہے اور مدعا علیہ کے وکیل کی طرف سے اٹھائے گئے کسی بھی دلیل کی کوئی صداقت نہیں ہے۔ یہ کہ رام چندر نے جائداد متدعوٰیہ وراثت

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

میں دی اور اسے اپنی بیٹی لکشمی کو تحفے میں نہیں دیا، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر اس مرحلے پر سوال نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اسے خود مدعی نے گواہ خانے میں داخل کیا تھا۔ اس نے یہ کہا:

"رام چندر نے مسماۃ لکشمی کے حق میں وصیت کی تھی اور اس سلسلے میں میری ماموں دادی اور ماموں دادی نے ھبہ نامہ رجسٹر کروایا تھا۔ اسی ھبہ نامہ کو میری مادرانہ دادی اور مادرانہ دادی کی دادی نے انجام دیا تھا اور اس کا اندراج کرایا تھا۔ اس تحفہ دستاویز کے بذریعے مسماۃ لکشمی نے زندہ ہونے تک اس پر قبضہ کیا۔ اس نے حلف کنندہ کو اپنے بیٹے کے طور پر رکھا تھا اور اس لیے اس نے میرے نام پر کرایے کے نوٹ لے لیے۔" کسی فریق کی طرف سے جس چیز کو سچ مانا جاتا ہے اسے سچ ماننا چاہیے جب تک کہ اس کے برعکس نہ دکھایا جائے۔ اس کیس میں اس کے برعکس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ھبہ نامے اس نکتے پر مدعی کی گواہی کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ اس میں یقینی طور پر کہا گیا ہے کہ وصیت کے مطابق ھبہ نامہ لکشمی کے حق میں انجام دیا گیا تھا اور اس میں مزید کہا گیا ہے کہ لکشمی کو اپنی پسند کے مطابق گھر سے نمٹنے کا حق حاصل تھا۔ جن لوگوں کو رام چندر کی طرف سے دی گئی زبانی وصیت پر عمل درآمد کرنے کی ہدایت کی گئی تھی، ان کے بارے میں یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ انہوں نے ان کی خواہشات کے مطابق ان کی ہدایات پر عمل کیا ہے۔ یہ واضح معلوم ہوتا ہے کہ وصیت کرنے والے کا ارادہ اپنی بیٹی لکشمی کو فائدہ پہنچانا اور اسے وہی حق دینا تھا جو خود اس کے پاس تھا۔ وہ اس کی سخاوت کا واحد مقصد تھی اور اس معاملے کے حاضر حالات پر یہ واضح ہے کہ اس کا ارادہ اسے جو بھی حق خود تھا اسے دینے کا تھا۔ لہٰذا لکشمی اپنے والد کی زبانی مرضی کی شرائط کے تحت جائیداد کی مطلق مالک بن گئی اور مدعی اس جائیداد کا وارث نہیں ہے جو قانون کے تحت لکشمی کے شوہر کو منتقل کیا گیا تھا جسے اسے الگ کرنے کا مکمل حق تھا۔

ہماری مزید رائے ہے کہ عدالت عالیہ نے یہ سوچ کر غلطی کی کہ یہ قانون کا ایک طے شدہ اصول ہے کہ جب تک کہ ھبہ نامہ میں اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے واضح شرائط نہ ہوں کہ جس موہوب الیہ کا مطلق مفاد تھا جس کا مقصد مطلق ملکیت کا اظہار کرنا تھا، ایک ایسے وارث کے حق میں تحفہ جس کو صرف ایک محدود مفاد وراثت میں ملتا ہے اسے مطلق سود دینے کے طور پر نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ سچ ہے کہ یہ وہ اصول تھا جو ایک بار محمد شمسول بنام شیوکرم (1) میں پریوی کونسل

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کے فیصلے سے اخذ کیا گیا تھا جس میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ بہو کی وصیت ایک محدود جائیداد سے گزرتی ہے۔ محمد شمسول کے معاملے میں رکھی گئی تجویز کو بھارت کی عدالت عالیان نے اس معنی میں سمجھا کہ کسی عورت کو غیر منقولہ جائیداد کا تحفہ اسے وراثت کی مطلق جائیداد عطا کرنے کے لیے نہیں سمجھا جا سکتا جسے وہ اپنی خوشی سے الگ کر سکتی ہے جب تک کہ دستاویز یا وصیت اسے واضح الفاظ میں وراثت کی جائیداد یا بیگانگی کا اختیار نہ دے۔ عدالتی کمیٹی کے بعد کے فیصلوں سے یہ واضح ہو گیا کہ اگر بیوی کو مکمل ملکیت دینے کے لیے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں تو بیوی کو اظہار اور اضافی شرائط کے ذریعے دیے بغیر ملکیت کے حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ شمسول کے کیس ([1]) کا حالیہ برسوں میں کچھ عدالت عالیان میں جائزہ لیا گیا ہے اور یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ قانون کے مطابق جیسا کہ اس وقت سمجھا جاتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح کا کوئی مفروضہ نہیں ہے اور مرد اور عورت کے معاملے میں کوئی فرق نہیں ہے، اور یہ حقیقت کہ موہوب الیہ عورت ہے تحفہ کو کم مطلق نہیں بناتا ہے جہاں الفاظ مرد کو مطلق جائیداد پہنچانے کے لیے کافی ہوں گے (دیکھیں نا گمل بنام سبّا لکشمی اماں ([2])۔ رام گوپال بنام نند لال ([3]) میں اس عدالت فیصلے سے معاملہ اب ختم ہو گیا ہے۔ اس معاملے میں اس کا مشاہدہ اس طرح کیا گیا:-

"یہ بالکل طے شدہ سمجھا جا سکتا ہے کہ قانون کی اس تجویز کے لیے کوئی شک نہیں ہے کہ جب کسی ہندو خاتون کو غیر منقولہ جائیداد کی گرانٹ دی جاتی ہے، تو اسے اس طرح کی جائیداد میں مطلق یا غیر متزلزل مفاد نہیں ملتا، جب تک کہ اس طرح کا اختیار واضح طور پر اس پر نہ دیا جائے۔ مسماۃ کولائی کور بنام لچھی کور ([4]) میں کلکتہ عدالت عالیہ کے جسٹس متر کی طرف سے اپنائی گئی استدلال، جسے عدالتی کمیٹی نے متعدد فیصلوں میں منظور اور قبول کیا تھا، مجھے ناقابل قبول لگتا ہے۔ ٹیگور بنام ٹیگور ([5]) کے معاملے میں ہی پریوی کونسل نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ اگر کسی شخص کو وراثت کے واضح الفاظ کے بغیر جائیداد دی جاتی ہے، تو یہ متضاد سیاق و سباق کی عدم موجودگی میں، ہندو قانون کے مطابق، وراثت کی جائیداد ہو گی۔ یہ قانون کا عمومی اصول ہے جسے ٹرانسفر آف پراپرٹی ایکٹ کے دفعہ 8 میں تسلیم کیا گیا ہے اور جب تک یہ نہیں دکھایا گیا ہے کہ ہندو قانون کے تحت کسی عورت کو تحفے کا مطلب ایک محدود تحفہ ہے یا اس کے ساتھ وہی پابندیاں یا معذوریاں ہیں جو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

'بیوہ کی جائیداد' میں موجود ہیں، اس اصول سے الگ ہونے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ یقینی طور پر ہندو قانون میں ایسی کوئی توضیحات نہیں ہے اور اس کی حمایت میں کوئی متن فراہم نہیں کیا جا سکتا۔"

لہذا، مؤقف یہ ہے کہ ایک ہندو عورت کو مطلقہ جائیداد پہنچانے کے لیے، بیگانگی کا کوئی واضح اختیار دینے کی ضرورت نہیں ہے؛ یہ کافی ہے اگر الفاظ کو اس طرح کے طول و عرض کا استعمال کیا جائے جو ملکیت کے مکمل حقوق کو ظاہر کرے۔"لہذا عدالت عالیہ کے فاضل ججوں کا یہ مؤقف قانون میں واضح طور پر غلط تھا کہ والد کی طرف سے اپنی بیٹی کے حق میں وصیت کی گئی ہے، اس لیے یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ وہ اسے محدود حیات جائداد دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔

اوپر دی گئی وجوہات کی بناء پر ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں، عدالت عالیہ کے مدعی کے مقدمے کی ڈگری کو الگ کرتے ہیں اور مدعی کے مقدمے سے محروم ہونے کی وجہ سے ٹرائل عدالت کی ڈگری کو بحال کرتے ہیں۔ اس معاملے کے حالات میں ہم اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں دیں گے۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document